عورت کا اصلی کمال

حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوۃ اکیڈمی، لیسٹر، برطانیہ

التزکیۃ
At-Tazkiyah
PO Box 8211 • Leicester • LE5 9AS • UK

فہرست

عورت کا اصلی کمال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلٰى آلِهِ الْأَصْفِيَاءِ وَأَصْحَابِهِ الْأَتْقِيَاءِ، أَمَّا بَعْدُ: فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ، صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ، وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ، سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ، اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِمَا عَلَّمْتَنَا وَعَلِّمْنَا مَا يَنْفَعُنَا.

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِه وَأَصْحَابِه وَأَتْبَاعِه وَأَزْوَاجِه وَذُرِّيَّاتِه.

روحانی ترقی میں مرد اور عورت دونوں برابر

محترم حضرات، نوجوان ساتھیو، ماؤں اور بہنو!

حق تعالیٰ شانہ نے انسانوں کو پیدا کیا اور انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصہ مردوں کا ہے اور دوسرا حصہ عورتوں کا، پھر ان دونوں میں سے ہر ایک کو کچھ وہ خصوصیات عطا فرمائیں جو دوسرے کو نہیں دیں، دونوں کی خلقت میں فرق رکھا، جسم کی ساخت الگ الگ بنائی، قوت میں بھی امتیاز رکھا، جسمانی اعتبار سے عموماً مرد زیادہ قوی ہوتا ہے، باطن میں، شجاعت وغیرہ

میں بھی نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔آگے وظائف میں بھی فرق ہے،مثلاً عورت بچہ جن سکتی ہے جبکہ مرد اس سے قاصر ہے،لیکن یہ فرق صرف دنیوی اور ظاہری امور تک ہی ہے، جہاں تک دینی، روحانی،علمی،عملی اور آخرت کی ترقی کا تعلق ہے اس میں مرد اور عورت دونوں کو اللہ تعالیٰ نے برابر رکھا ہے،صرف اتنا فرق ہے کہ عورت نبوت کے مقام پر فائز نہیں ہوسکتی اور اس میں بھی حکمتیں ہیں،نبوت کے علاوہ روحانیت کے جتنے مقامات ہیں ان کے حصول کی صلاحیت میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ نبوت کے بعد روحانیت کا سب سے اعلیٰ درجہ مقام صدّیقیت ہے۔جس طرح مرد اس مقام پر فائز ہوسکتے ہیں اسی طرح عورتیں بھی فائز ہوسکتی ہیں۔حضرت مریم علیہاالسلام اس مقام پر فائز تھیں،ان کے صدّیقہ ہونے کا ذکر قرآن میں موجود ہے:

وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ (المائدۃ :۷۵)
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ (حضرت مریم علیہاالسلام) صدیقہ تھیں۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے صدیقہ ہونے پر امت کا اتفاق ہے، ان کے شاگرد حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ جب ان سے حدیث روایت کرتے تو کہتے:

حَدَّثَتْنِیْ الصِّدِّیْقَةُ بِنْتُ الصِّدِّیْقِ حَبِیْبَةُ حَبِیْبِ اللهِ
اللہ کے محبوب کی محبوبہ اور صدیق (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی بیٹی صدیقہ نے مجھ سے بیان کیا۔

تو نبوت کے علاوہ روحانیت کے جتنے مقامات ہیں ان کو حاصل کرنے کی استعداد میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ جو جتنی محنت کرے گا اتنا آگے بڑھے گا،"من جدّ وجد" جو کوشش کرے گا وہ پائے گا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

(النحل:۹۷)

جو بھی کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحبِ ایمان ہوتو ہم ضرور اسے خوش گوار زندگی عطا کریں گے اور ان کے عمدہ عمدہ کاموں کے بدلہ میں ان کا اجر دیں گے۔

انسان مرد ہو یا عورت، ایمان اور اس کے ساتھ اعمال صالحہ کا اہتمام کر کے بلند سے بلند ترین مرتبوں پر فائز ہوسکتا ہے اور دنیا اور آخرت میں بہترین بدلہ کا مستحق ہوسکتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ مرد اللہ تعالیٰ کی نظر میں عورت کے بہ نسبت زیادہ پسندیدہ ہے اس لئے اس کو روحانیت کا اعلیٰ مقام ملے گا اور عورت پیچھے رہ جائے گی، نہیں، اللہ تعالیٰ دونوں سے محبت کرتے ہیں اور کامیابی کے سارے راستے دونوں کے لئے برابر ہیں، ان میں سے جو جتنی محنت کرے گا اس کی اتنی ہی ترقی ہوگی۔ اگر کسی مرد کی محنت زیادہ ہے تو وہ عورت سے آگے نکل جائے گا اور اگر عورت کی محنت بڑھ جائے گی تو وہ مردوں پر سبقت لے جائے گی، جس طرح بہت سے مرد آخرت میں بہت سی عورتوں سے بلند مرتبے پر فائز ہوں گے اسی طرح بہت سی عورتیں بھی بہت سے مردوں پر فائق ہوں گی۔

عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت

دنیوی اعتبار سے مرد اور عورت میں کچھ فرق ہے۔ عورتیں عموماً جسمانی اعتبار سے مردوں کے بہ نسبت کمزور ہوتی ہیں اور مرد عموماً ان سے زیادہ طاقتور ہوتے ہیں۔ عورتیں بچے جنتی ہیں، مرد نہیں جنتے۔ مردوں کے چہروں پر داڑھیاں ہوتی ہیں اور عورتوں کے چہروں پر نہیں

ہوتی وغیرہ وغیرہ، لیکن جہاں تک اعمال صالحہ، روحانیت، تقوی اور دینداری کا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کے ساتھ برابری کا معاملہ کیا ہے۔ ترقی کے جتنے مواقع مردوں کے لئے ہیں وہ سارے عورتوں کے لئے بھی ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی ظاہری کمزوریوں کو سامنے رکھ کر تقوی اور روحانیت میں ترقی کے لئے سہولتیں بھی مہیا کیں تا کہ وہ مردوں سے پیچھے نہ رہ جائیں، مثلاً مردوں کے حالات کو سامنے رکھ کر شریعتِ مطہرہ نے ان کے لئے نماز کو با جماعت مسجد میں پڑھنا ضروری قرار دیا، مرد کی نماز کا ثواب ۲۵ رگنا اسی وقت ہوگا جب وہ مسجد جا کر جماعت کے ساتھ ادا کرے، جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حالات کو سامنے رکھ کر یہ سہولت پیدا کی کہ اسے اپنے گھر میں نماز ادا کرنے پر یہی اضافہ ملے گا۔

عورت کا مرد سے صرف دنیوی امور میں مقابلہ

دنیا میں ایسی بہت سی عورتیں گزری ہیں جنہوں نے اپنے عمل سے دکھلایا کہ ہم دینداری، تقوی، علم، پرہیزگاری، روحانیت، زہد اور عبادت میں مرد کے شانہ بہ شانہ چل سکتی ہیں اور ان کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ دنیا دار عورتیں، جدت پسند عورتیں، وہ عورتیں جن کو آخرت کی فکر نہیں وہ اس کوشش میں رہتی ہیں کہ ہم دنیوی کاموں میں مرد کے شانہ بہ شانہ چل کر یہ ثابت کریں کہ ہم بھی مرد کے برابر ہیں۔ مردوں کے ساتھ اس برابری کو ثابت کرنے کے لئے وہ ان سارے کاموں کو کرنے کی کوشش کرتی ہیں جو مرد کے ساتھ مخصوص سمجھے جاتے ہیں یا سمجھے جاتے تھے۔ مرد فیکٹری میں کام کرتے ہیں تو وہ بھی فیکٹری میں کام کرنا چاہتی ہیں۔ مرد بال کٹواتے ہیں تو وہ بھی کٹواتی ہیں۔ اس برابری کو ثابت کرنا جنون کی حد تک پہنچا اور اس کے لئے مستقل ایک تحریک وجود میں آئی جسے feminist movement (تحریکِ

نسواں) کہتے ہیں اور مقصد اور ہدف اس کا یہی ہے کہ کسی طرح ثابت کیا جائے کہ مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے، دونوں برابر ہیں۔

عورتیں دنیوی امور میں برابری کو ثابت کرنے کے لئے بلکہ برتری کو ثابت کرنے کے لئے خوب کوشش کر رہی ہیں مگر افسوس کہ علم وعمل، تقوی و پرہیزگاری کے میدان میں برابری یا برتری ثابت کرنے کے لئے بمشکل کوئی عورت کوشش کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ کیا دینداری کے میدان میں، روحانیت کے میدان میں، تقوی کے میدان میں، علم کے میدان میں مقابلہ نہیں ہونا چاہیے؟

عورت کا اصلی کمال

پچھلے زمانہ کی عورتیں بڑی سمجھدار تھیں، انہوں نے اس اصل میدان میں مردوں کا مقابلہ کیا اور خوب کیا۔ وہ مقابلہ کر کے بہت سے مردوں سے آگے نکل گئیں۔ اس سلسلہ میں ازواجِ مطہرات اور صحابیات رضی اللہ عنہن کے واقعات تو ہیں ہی مگر ان کے بعد کی نیک عورتوں کے بھی ایسے احوال بکثرت ملتے ہیں کہ عقل حیران ہوتی ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم تھے، مفسر بھی تھے، محدث بھی اور فقیہ بھی، اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کا بہت بڑا کام لیا، ان کے اہم اساتذہ کی فہرست میں جہاں مرد ہیں وہاں کئی عورتوں کے نام بھی ہیں۔

یہ عورتیں کتنی ہوشیار اور عقلمند تھیں! انہوں نے یہ کوشش نہیں کی کہ دنیوی امور میں مردوں کا مقابلہ کریں، اس لئے کہ اگر عورتیں ان امور میں مقابلہ کر کے یہ ثابت کر بھی دیں کہ ہم میں اور مردوں میں کوئی فرق نہیں تو اس میں کیا کمال ہے؟ اس کا حاصل کیا ہے؟ دنیوی زندگی چند روز کی ہے، اصل کمال تو یہ ہے کہ عورت کوشش اور محنت کر کے یہ ثابت کرے کہ روحانیت اور آخرت کی کامیابی میں ہم مردوں سے کچھ پیچھے نہیں ہیں، اصل کمال یہی ہے کہ آخرت میں

برابری ثابت کر کے بلکہ آگے نکل کر دکھائے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ بہت نیک اور پارسا تھیں۔ ان کا کتنا بڑا کارنامہ ہے، انہوں نے اپنے بیٹے کی ایسی تربیت کی کہ وہ وقت کا امام بنا اور پوری دنیا کو اپنے علم سے سیراب کیا۔ پوری دنیا آج ان کی احسان مند ہے، دیکھو! انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے محنت کر کے یہ ثابت کیا کہ ایک عورت وہ کام انجام دے سکتی ہے جو بہت سے مرد بھی نہیں کر سکتے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ

ایک اور مثال امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح یتیم تھے، ان کی والدہ نے تنِ تنہا آپ کی تربیت کی، اور ایسی تربیت کی کہ آپ امیر المؤمنین فی الحدیث کہلائے، علم و عمل دونوں میدان کے آپ شہسوار بنے، قیامت کے دن آپ کی والدہ کی گردن کتنی اونچی ہوگی؟ اللہ تعالیٰ سے تعلق اتنا تھا کہ بچپن میں جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بینائی چلی گئی تو وہ مایوس نہیں ہوئیں، بلکہ پورے اعتماد و توکل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعا کرتی رہیں۔ ایک دن خواب میں دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ کی بندی! تیری کثرت سے آہ وزاری کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے محمد کی بینائی واپس کر دی ہے۔ صبح اٹھ کر دیکھا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بینائی لوٹ چکی تھی۔ دعا کا اثر یہ تھا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بینائی پہلے سے زیادہ تیز ہوگئی، آپ کتابوں کی کتابت و تصحیح چاندنی راتوں میں کرتے تھے۔

اس عورت کا اللہ تعالیٰ پر کتنا اعتماد ہوگا کہ ایسے مشکل ترین مرحلہ میں بھی مایوس نہیں

ہوئیں اور برابر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہیں، اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کا کیا مقام ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مراد پوری فرمائی۔ آج ہمارے کسی بچے کی بینائی چلی جائے یا ہمارے گھر میں کوئی اور حادثہ پیش آجائے تو کیا ہماری عورتوں یا مردوں کو اللہ تعالیٰ شانہ کی ذات پر اتنا یقین اور بھروسہ ہے کہ مایوسی کا شکار ہوئے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اطمینان رکھیں کہ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے اور رحمٰن و رحیم ہے، وہ ضرور میرے بیٹے کی بینائی واپس کرے گا، وہ ضرور ہماری پریشانی دور کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں تو کچھ نہیں

پچھلے زمانے میں ایسی عورتیں تھیں جو مردوں کا دینداری میں مقابلہ کرتی تھیں، تقوی میں مقابلہ کرتی تھیں، حصولِ علم میں مقابلہ کرتی تھیں۔ ان کو یہ فکر نہیں تھی کہ دنیوی امور میں ہم مردوں سے آگے نکل جائیں، یہ فکر نہیں تھی کہ گھر کی ہر چیز میں ہمارا اختیار ہو، یہ فکر نہیں تھی کہ شوہر کسی طرح تابع ہوجائے، یہ فکر نہیں تھی کہ دنیا کی عیش حاصل ہو، یہ فکر نہیں تھی کہ دنیا میں مزے ہوں، نہیں! ان کو فکر تھی تو آخرت کی، علم کی اور عمل کی۔ اس کے برعکس آج کی عورتوں کی پوری توجہ اس بات کی طرف ہے کہ زیب و زینت اعلیٰ قسم کی ہو، furniture (فرنیچر) بہتر سے بہتر ہو، عمدہ قالین اور curtain (پردے) ہوں، شوہر ہمارے اشارے پر چلتا ہو اور ہمیں ہر قسم کی آزادی حاصل ہو، گھریلو ذمہ داری سے بھی اور شریعت کی پابندی سے بھی، یہ کیسی سوچ ہے؟ کیا اس کا نام کامیابی ہے؟ اگر یہ ساری چیزیں اور اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ مل جائے، پوری دنیا حاصل ہوجائے اور شوہر کیا، پوری دنیا بھی غلام بن جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہ ہوئی تو کچھ حاصل نہیں ہوا۔

تم نہیں حاصل تو کچھ حاصل نہیں
تم ہوئے حاصل تو سب حاصل ہوئے

چھوٹے بن کر رہنا

جو عورت اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زندگی گزارتی ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم کے دائرہ میں شوہر کی اطاعت، فرمانبرداری اور احترام بجا لاتی ہے وہ بڑے سکون والی زندگی گزارتی ہے، وہ گھر میں ملکہ بن کر رہتی ہے، ایسی عورت نہ ظالمہ ہوتی ہے نہ مظلومہ، اسے اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پریشانی سے بچا لیتے ہیں اور اس کے دل کو سکون سے بھر دیتے ہیں۔ پریشانی تو ان عورتوں کو گھیرتی ہے جنہوں نے اپنی زندگی کا مقصد دنیا کا عیش بنا لیا ہے۔ چونکہ عیش اپنی مرضی کا کسی کو میسر نہیں آسکتا، اس لئے ایسی عورتیں ہر وقت پریشان اور بے چین رہتی ہیں۔ سسرال میں بڑا بن کر رہنے میں کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے ہر وقت بے قرار رہتی ہیں، حالانکہ ہمارے مشائخ کا تجربہ ہے کہ چھوٹے بن کر رہنے میں جو فائدہ اور راحت ہے وہ بڑے بن کر رہنے میں نہیں ہے۔ اسی لئے ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ چھوٹے بن کر کسی کے تابع ہو کر زندگی گزاریں، ماتحتی میں رہنے والے شخص کی ساری ذمہ داری اس کے بڑے پر آجاتی ہے۔

دین دار عورتیں ہر دور میں

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پہلے زمانے کی عورتیں بھی مردوں سے مقابلہ کرتی تھیں اور آج کی عورتیں بھی مقابلہ کرتی ہیں، مگر وہ عورتیں آخرت کے لئے مقابلہ کرتی تھیں اور آج کی عورتیں دنیا کے لئے مقابلہ کرتی ہیں۔ ہاں! ہر دور میں ایسی نیک اور سمجھ دار عورتیں ہوتی ہیں

جن کا مطمحِ نظر صرف آخرت کی راحت ہوتی ہے، وہ ہر چیز کو آخرت کے نقطہ نظر سے دیکھتی ہیں، ان کے پاس نہ فرنیچر عمدہ، نہ گھر اعلیٰ درجہ کا، مگر وہ خوش رہتی ہیں کیونکہ ان کے گھر ان کی آخرت کے سنورنے کا ذریعہ ہیں۔ اب جب آخرت بن رہی ہے اور دینی مستقبل روشن ہے تو فکر کس بات کی اور غم کس بات کا؟

اس مزاج کی عورتیں ہر دور میں رہی ہیں، ہمارے زمانہ میں بھی ایسی عورتیں ہیں، مگر پہلے زمانہ میں ایسی عورتیں زیادہ تھیں اور ہمارے زمانہ میں کم اور آئندہ اس میں اور کمی آتی چلی جائے گی۔ جیسے جیسے قیامت قریب ہوتی چلی جائے گی دیندار عورتوں کی تعداد کم اور دنیا دار کی زیادہ ہوتی چلی جائے گی اور یہی حال مردوں کا بھی ہے کہ پہلے زمانہ میں دیندار زیادہ تھے اور دنیا دار کم اور ہمارے زمانہ میں دنیادار زیادہ اور دیندار کم، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائیں۔

جو چیز نایاب ہوتی ہے اس کی قیمت زیادہ

مگر جس زمانہ میں یا جس جگہ جس چیز کی کمی ہوتی ہے یا جو چیز نایاب ہوتی ہے اس کی قدر و قیمت بھی زیادہ ہوتی ہے، ہمارے زمانہ میں دیندار عورتوں کی کمی ہے لہذا اگر کوئی عورت دیندار، عابدہ اور زاہدہ ہوگی تو اس کی قدر و قیمت بھی زیادہ ہوگی، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی ایسی عورتوں کا بہت اونچا مقام ہوگا اور مخلوق کی نظر میں ان کی عزت ہوگی، حق تعالیٰ شانہ ایسی عورتوں کو خیر کے پھیلنے کا ذریعہ بنائیں گے۔ اس لئے میری بہنو! ہمارے لئے یہ بڑی کامیابی کی بات ہوگی کہ اس وقت کے بگڑے ہوئے ماحول میں ہم فکر آخرت اور دنیا سے بے رغبتی کو اپنا مقصد بنائیں، علم و عمل سے آراستہ ہو کر اپنی اولاد کی تربیت کی فکر کریں، اور خود بھی دیندار بنیں اور دوسروں کو بھی دیندار بنانے کی کوشش کریں۔

حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی نانی کا مقام

حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نانی بہت نیک خاتون تھیں۔ نام امۃ الرحمٰن تھا مگر وہ امی بی کے نام سے مشہور تھیں۔ ایسی نیک خاتون تھیں کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر مشائخ ان کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔ وہ حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی تھیں جو شاہ محمد اسحاق صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ مولانا مظفر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تقوے کا یہ عالم تھا کہ طالب علمی کے زمانہ میں ان کے احتیاط کا ایک واقعہ جب ان کے استاد شاہ محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو وہ ششدر رہ گئے اور فرمانے لگے کہ میرا تو ذہن بھی وہاں تک نہیں پہنچا۔

امی بی کے معمولات اور ان کی پابندی

امی بی کہتی ہیں کہ جب میری عمر سات سال کی تھی اس وقت میرے ابا مولانا مظفر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بیعت فرما کر میرے لئے کچھ معمولات تجویز کئے اور رمضان المبارک میں گھر کے ایک گوشہ میں اعتکاف کے لئے بٹھایا، بیعت کے وقت جو معمولات تجویز ہوئے تھے ان کا زندگی بھر پابندی کے ساتھ اہتمام رہا۔

عمر میں اضافہ کے ساتھ تقوی اور عبادت میں شغف بڑھتا گیا اور اخیری عمر میں تو پورا دن نماز ہی میں گزر جاتا۔ فجر کے بعد سے اشراق تک اوراد و وظائف میں مشغول رہتی تھیں، اشراق کی نماز اتنی طویل ہوتی تھی کہ اس سے فراغت چاشت کے وقت ہوتی، اور چاشت کی نماز دو پہر کے کھانے تک چلتی۔ کھانے کے بعد قیلولہ کرتیں اور اس کے بعد ظہر ادا کرتیں۔ ظہر اول وقت میں شروع کرتی لیکن سنت و نوافل میں اتنی دیر لگتی کہ عصر کے قریب تک

مشغول رہتیں۔ عصر کے بعد مغرب تک اوراد و وظائف میں مشغول ہوجاتیں اور مغرب کے بعد اوابین کا سلسلہ عشاء تک رہتا۔ نماز میں خشوع وخضوع اور استغراق کا یہ عالم تھا کہ بڑے سے بڑا حادثہ پیش آجاتا مگر امی بی کو پتہ نہ چلتا۔

امی بی کی نماز

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نانی صاحبہ کو بھی دیکھا اور اپنی نانی صاحبہ کی نماز کو بھی دیکھا اور جب اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھنے کی غرض سے گنگوہ میں قیام رہا تو تقریباً دس سال تک حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دیکھا اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی نماز کو بھی دیکھا۔ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ آگے جا کر خود بھی اکابر کی صف میں شامل ہوئے اس لئے نماز کی کیفیات کو سمجھنے کی اعلیٰ صلاحیت تھی۔ وہ فرماتے تھے کہ ہماری نانی امی بی کی نماز کی جھلک میں نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی نماز میں دیکھی اور بس، یعنی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی اور بزرگ کی نماز میں وہ کیفیت نہیں دیکھی، اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی نماز اپنے طبقہ میں ممتاز تھی۔

پیٹ ذکر و تسبیح سے بھر جاتا ہے

امی بی کی آخری عمر میں یہ حالت ہوگئی تھی کہ کھانے پینے کی طرف بھی رغبت نہیں تھی۔ اگر گھر والے مشغولی کی وجہ سے بھول جاتے تو شکایت نہ کرتیں اور بھوکی بیٹھی رہتیں۔ جب کوئی کہتا کہ لوگ مشغول ہوجاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں، آپ کھانا کیوں نہیں مانگتیں؟ تو جواب میں فرماتیں کہ الحمدللہ پیٹ ذکر و تسبیح سے بھر جاتا ہے۔

امی بی کو خاندان کی دینی حالت کی فکر

امی بی صاحبہ پر ایک دور ایسا گزرا کہ ان کو اپنے خاندان کے دینی زوال کو دیکھ کر فکر ہوتی تھی، وہ یہ سوچتی تھیں کہ میرے خاندان میں دینداری دن بدن کم ہوتی جارہی ہے، کہیں خاندانی بزرگوں کے علم وعمل کی میراث آہستہ آہستہ بالکل ہی رخصت نہ ہوجائے! انہی دنوں کاندھلہ میں ایک شادی تھی جس میں شرکت کے لئے حسن اتفاق سے جھنجھانہ کے ایک عالم حضرت مولانا اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، باراتی انہیں بیان کرنے اور نکاح پڑھانے کی غرض سے اپنے ہمراہ لائے تھے۔ جب مولانا اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ فرمایا تو امی بی نے اپنی باطنی بصیرت سے پہچان لیا کہ یہ شخص صاحب علم وتقوی ہے اور انہوں نے اپنی سب سے بڑی بیٹی کا رشتہ ان سے طے کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ مطمحِ نظر صرف دینداری تھا اور مقصد صرف یہ تھا کہ خاندان میں جو دینی زوال آرہا ہے اس کی کسی طرح حفاظت ہوجائے۔ اس کے لئے انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی مولانا اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کرانے کا عزم کرلیا، چونکہ مولانا اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک اجنبی شخص تھے اور ان کی عمر امی بی کی بچی کی عمر سے کافی زیادہ تھی اس لئے خاندان کے لوگوں نے کچھ تأمل کیا۔ لیکن امی بی کو اللہ تعالیٰ نے دینی فکر کے ساتھ بصیرت بھی عطا کی تھی اس لئے وہ مصر رہیں اور اسی وقت اپنی بیٹی کا نکاح کرادیا۔ یہ بیٹی صفیہ صاحبہ تھیں جو مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی دادی ہیں۔

بی بی صفیہ کی دینی حالت

امی بی کی دینی حالت جتنی بلند تھی اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی صفیہ کی تربیت کس طرح کی ہوگی۔ مولانا اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بی بی صفیہ کے یہاں

سب سے پہلے مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ مولانا کو دودھ پلانے کے زمانہ میں بی بی صفیہ کے دل میں قرآن مجید حفظ کرنے کا داعیہ پیدا ہوا۔ انہوں نے دودھ پلانے کی مدت میں پورا قرآن مجید حفظ کرلیا، ایسا اچھا یاد تھا کہ روزانہ گھر کے کام کاج کے ساتھ ایک منزل اندر دیکھے بغیر پڑھتی تھیں اور یہ ان کی پوری زندگی کا معمول رہا۔ اس کے علاوہ روزانہ پانچ ہزار مرتبہ درود شریف، پانچ ہزار مرتبہ اسم ذات، انیس سو مرتبہ ''بسم الله الرّحمن الرّحيم''، پانچ سو مرتبہ ''حسبي الله و نعم الوكيل''، گیارہ سو مرتبہ ''يا مغني''، دوسو مرتبہ ''يا حيّ يا قيّوم''، دوسو مرتبہ ''سبحان الله''، دوسو مرتبہ ''الحمد لله''، دوسو مرتبہ ''لاإلٰه إلاالله''، دوسو مرتبہ ''الله أكبر'' پانچ سو مرتبہ استغفار، سو مرتبہ ''وأفوّض أمری إلی الله''، سو مرتبہ ''حسبنا الله ونعم الوكيل''، سو مرتبہ ''ربّ أنّى مغلوب فانتصر''، سو مرتبہ ''ربّ أنّى مسّني الضر و أنت أرحم الرّاحمين'' اور سو مرتبہ ''لا إلٰه إلا أنت سبحانك إنّي كنت من الظّالمين'' پڑھتی تھیں۔ ان سب کو ملالیں تو کل تعداد سولہ ہزار سے زیادہ ہوجاتی ہے۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں روزانہ چالیس پارے پڑھتی تھیں اور پورے مہینہ میں چالیس قرآن مجید ختم کرلیتی تھیں۔ جب عورتیں ایسی ہوتی ہیں تو ان کے بطن سے محدّث یحییٰ اور مبلغ الیاس پیدا ہوتے ہیں۔

چندسالوں کی قربانی

میری ماؤں اور بہنو! آپ کی خدمت میں میری گزارش ہے کہ آپ میں سے ہر ایک اچھی ماں، اچھی بیٹی اور اچھی بیوی بن کر زندگی گزاریں۔ فکرِ آخرت ہو، دنیا سے بے رغبتی ہو، دل میں یہ یقین ہو کہ دنیا کا عیش اور مزہ چند روز کے لئے ہے، یہ دنیا فانی ہے اور اس کی ہر لذت فانی ہے۔ اگر گھومنا، پھرنا نہ بھی ملا تو کیا نقصان ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ آخرت میں بہت

کچھ ملے گا، بلکہ سب کچھ ملے گا۔ اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا ہے، یہاں کا عیش جس طرح عارضی ہے اسی طرح یہاں کی تکلیف بھی عارضی ہے۔ ذہن میں یہ بات بٹھاؤ کہ صرف پچاس ساٹھ سال کا مسئلہ ہے، اس کے بعد جنت میں بہت عمدہ چیزیں ملنے والی ہیں۔ اگر دنیا میں کوئی چیز نہ ملی تو کیا ہوا؟ اصل تو آخرت کی زندگی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ دنیا میں کوئی نعمت عطا فرمادیں تو اس پر شکر ادا کرو اور اگر وہ کسی مصلحت سے نہ دیں تو صبر کرو۔ اور دنیوی چیزوں میں ترقی کو، دنیوی راحت کو، دنیوی لذت کو اپنی زندگی کا مقصد نہ بناؤ۔ یہ ذہن سے نکال دو کہ میرا گھر ایسا ہو، مجھے ایسی گاڑی مل جائے، کاش میرا فرنیچر ایسا ہوتا، میں فلاں جگہ پر holiday (سیر وتفریح) کے لئے چلی جاتی وغیرہ وغیرہ۔ قناعت اور سادگی کو اپنا زیور بناؤ۔ یہ قناعت بہت بڑی دولت ہے، یہ جسے حاصل ہوجائے اسے کبھی بھی کسی قسم کی کمی محسوس نہیں ہوتی، اسے اللہ تعالیٰ سے مانگو! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی اللہ تعالیٰ سے یہ دولت مانگتے تھے۔

اللّٰهُمَّ قَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ(المستدرك، كتاب الدعاء)

اے اللہ! مجھے میرے رزق پر قناعت دے اور اس میں میرے لئے برکت پیدا فرما۔

سیر وتفریح کی خرابیاں

آج کل لوگوں کو ہالی ڈے اور سیاحت کا بڑا شوق ہے۔ دیکھا دیکھی قرض لے کر جاتے ہیں، فضول خرچی میں مبتلا ہوتے ہیں، جانے والے بغیر تحقیق holiday package (ہالی ڈے پیکیج) book (بک) کرالیتے ہیں اور Egypt (مصر)، دبئی، ملائیشیا اور پتہ نہیں کہاں کہاں جاتے ہیں، وہاں جا کر احساس ہوتا ہے کہ غلط جگہ آگئے، بے دینی کا، فحاشی اور عریانیت کا ماحول ہے، اب کیا کریں؟ بہت سے دینی مزاج کے لوگ بھی اس طرح کے پیکیج میں پھنس جاتے ہیں۔ آنے کے بعد پچھتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہاں ماحول ہی ایسا تھا کہ

ہم گناہ سے نہ بچ سکے۔ایک صاحب اپنے بیوی بچوں کو لے کر دبئی گئے۔پیکیج میں desert cruising (صحرائی سیر وتفریح) بھی ایک حصہ تھا۔وہ یہ سوچ کر چلے گئے کہ صحراء میں قدرتی مناظر کو دیکھیں گے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کریں گے،تفریح کی تفریح اور مزید یہ دینی فائدہ، بیوی بچے ساتھ تھے، desert میں ایک جگہ کھانے پینے کے لئے رکنا بھی اس کا حصہ تھا، وہاں جب گاڑی رکی اور اندر گئے تو belly dancing (ننگے ناچ) کا پروگرام شروع ہوگیا! وہ کہہ رہے تھے کہ میں شرم کے مارے پانی پانی ہوگیا، بیوی بچے بھی ساتھ تھے،اب کیا کریں؟ اگر باہر نکلیں تو انتہائی درجہ کی گرمی اور اندر رہیں تو جہنم کی آگ،لوگ جانے سے پہلے یہ سب چیزیں نہیں سوچتے اور آنکھ بند کر کے ہالی ڈے کے شوق میں چلے جاتے ہیں اور وہاں جا کر ایسے خرافات میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ان کو کبھی اس کا تصور بھی نہیں ہوا ہوگا۔

ہالی ڈے اور تفریحی اسفار کے سلسلہ میں ایک اور بات بھی عرض کرتا چلوں، جانے والوں کے ذہن میں شیطان یہ بات ڈالتا ہے کہ ہم آرام کے لئے اور relax ہونے کے لئے آئے ہیں، اب ہر قسم کی پابندی سے آزادی ہونی چاہئے،عبادت، معمولات، تلاوت، ذکر، تسبیحات، دعا وغیرہ ہر چیز سے چھٹی کر لیتے ہیں،صرف نماز رہ جاتی ہے اور وہ بھی third grade (تیسرے درجے) کی۔ایک مؤمن کو اپنے اعمال اور معمولات کا ہر جگہ خوب اہتمام کرنا چاہئے اور خصوصاً جب کہ وہ بے دینی کے ماحول میں ہو، اپنا نظام الاوقات بنا کر تمام اعمال کا اہتمام کرنا چاہئے۔سفر کی عبادت میں برکت بھی زیادہ ہے جس طرح سفر کی دعا میں قبولیت بڑھ جاتی ہے۔ پھر ماحول کے اثر کی وجہ سے وہاں غیروں کے طور وطریق کو اپناتے ہیں اور ایسے ایسے غلط کام کر لیتے ہیں جو اپنے گھر میں ہوتے تو کبھی نہ کرتے، اور افسوس کی بات یہ ہے کہ بہت سوں کو گناہ کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اگر ہالی ڈے اور تفریح کے لئے جانے کا ارادہ ہو تو یہ ضروری نہیں کہ ہم وہیں جائیں جہاں سب جارہے ہیں۔ ہالی ڈے پر

جانے والوں کو سب سے پہلے شرعی حدود کا جائزہ لینا چاہئے اور پھر فیصلہ کرنا چاہئے کہ یہ جگہ ہمارے لئے مناسب ہے یا نہیں۔ بے پردگی، عریانیت، بے حیائی، موسیقی، حرام غذا، فلم، غفلت وغیرہ کے ماحول سے بہت بچنا چاہئے۔ اگر ایسی مناسب جگہ نہ ملنے کی وجہ سے ہالی ڈے کے لئے نہ جاسکیں تو کیا نقصان ہے؟ کیا پرانے لوگ ہالی ڈے کے لئے جاتے تھے؟ نہ جانے کے باوجود ان کی زندگیوں میں ہم سے زیادہ خوشیاں ہوتی تھیں، وہ عیش کی ظاہری شکلوں سے تو محروم تھے مگر انہیں حقیقی عیش حاصل تھا۔ خوشی، سکون اور راحت اللہ تعالیٰ کے تعلق سے نصیب ہوتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑو اور پھر دیکھو کہ زندگی کے تمام حالات میں کتنا مزہ ہے۔

محبت میں برابر ہے وفاء ہو کہ جفاء ہو
ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزہ ہو

صحیح اور غلط میں تمیز کرنا مشکل

یہ کچھ باتیں ہالی ڈے کے سلسلہ میں ضمناً آ گئیں۔ اصل گزارش یہ تھی کہ آخرت کی عورتوں میں سے بننے کی کوشش کرو، اور دنیا کی عورتوں میں سے بننے سے بچو۔ ماحول اور حالات سے بالکل متأثر نہیں ہونا چاہئے۔ ہمیں نیک عورتوں کے حالات بار بار پڑھ کر ان کی طرح بننے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔

ہمارے زمانہ کا المیہ یہ ہے کہ دینداری اور بے دینی میں اتنا امتزاج ہوگیا ہے کہ صحیح کو غلط سے اور غلط کو صحیح سے الگ کرنا مشکل ہوگیا ہے، لوگوں کو تمیز ہی نہیں رہی، عورتیں مکمل حجاب ونقاب کے باوجود ایسے کاموں میں مبتلا ہوجاتی ہیں اور ایسی محفلوں میں شریک ہوجاتی ہیں کہ عقل حیران! اپنے دین کی حفاظت کے لئے علماء حقہ سے اور اہل اللہ سے تعلق رکھو اور

ہر کام ان سے پوچھ پوچھ کر کرو۔ صرف چند ظاہری اعمال اختیار کر لینے سے، نقاب حجاب پہن لینے سے، گھر سے ٹی وی نکال دینے سے، تعلیم اور بیانات میں شرکت کر لینے سے، تلاوت و ذکر کی پابندی سے آدمی دیندار نہیں بن جاتا، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان نیک کاموں کے ساتھ زندگی ہر قسم کے گناہ سے پاک ہو، دل دین کے تمام احکام کے بارے میں مطمئن ہو اور صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط سمجھ رہا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ۔ ع

راضی رہے رحمٰن بھی اور خوش رہے شیطان بھی

میری ماؤں، میری بہنو! ہم ہر ایک کو دھوکہ دے سکتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کو اور اپنے ضمیر کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ اپنے اعمال کا خوب جائزہ لو اور توبہ کر کے زندگی کو درست کرو! عام طور پر یہ سوچا جاتا ہے کہ جو بات کہی جارہی ہے یہ تو اونچے درجے کے لوگوں کے لئے ہے، اگر ہم نے اس پر عمل نہیں کیا تو کوئی خاص حرج نہیں ہے۔ یہ خیال غلط اور شیطانی ہے اس لئے کہ بہت سی باتیں وہ ہوتی ہیں جن کے بغیر آخرت میں نجات مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ